عبادت اور دعا کا مہینہ رمضان

دعا، اس کی ضرورت اور قبولیت:

ایک مختصر جائزہ

پروفیسر شاہ وسیم
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

جذبات کے بوجھ تلے دبے، کچلے، سہمے اور پریشانیوں کے شکار کسی انسان کے ذہن میں جھانک کر دیکھیں تو آپ کو نظر آئے گا ایک ایسا فرد جو اپنی ہمت، ولولہ اور زندگی کی تمام تر آرزوئیں اور امیدیں گنوا بیٹھا ہے۔ اسے دور دور تک اندھیرا ہی اندھیرا نظر آرہا ہے اور اس کے سامنے طے ہونے والا پر خار واوبڑ کھابڑ راستہ ہے۔ اور وہ انہیں اندھیروں میں کھویا ہوا ہے منزل کی تلاش میں ذہن ماؤف ہو چکا ہے، ہمت جواب دے چکی ہے اور راہ عمل ہے کہ مفقود۔ لیکن اگر یہ سرگرداں شخص دنیا کے خالق و مالک کی جملہ صفات پر مکمل اعتماد و اعتقاد رکھتا ہے تو اسے زیادہ دیر تک ادھر ادھر بھٹکنے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ یہ بارگاہ عالیہ الٰہی میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت ندامت اور غیر معمولی شرمندگی کے ساتھ دست دعا بلند کر دیتا ہے کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ خداوند عالم کی رحمتوں کی وسعت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہے اور اس کی رحمت سے مایوسی کفر سے نزدیک کر دیتی ہے لہذا وہ اس امید کے ساتھ کہ اس کا رب تو اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔" نحن اقرب اليه من حبل الوريد" اس سے اپنا درد دل بیان کر دیتا ہے۔ اور مالک کائنات سے اسی رازدارانہ گفتگو کا نام ہے دعا۔

اور اس کا فرمان ہے کہ (اے پیغمبرؐ) جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو کہہ دو کہ میں تمہارے نزدیک ہوں (اذا سالك عبادی عنی فانی قريب)

اس طرح یہ بات منزل یقین کو پہونچ جاتی ہے کہ جب کوئی مجبور وناتوان انسان جس کی ساری امیدیں خاکستر اور کوشش ناکام ہو جائیں اور کوئی صورت نظر نہ آئے تو اس کے دل سے نکلی ہوئی آواز دعا و التجا ہوا کرتی ہے اور خالق کے رحم و کرم کی آرزو مند ہوتی ہے۔ اگر یہ آواز ایمان و عمل کی حامل ہوتی ہے تو شرف قبولیت تک پہونچنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

عبداللہ ابن سنان کا بیان ہے کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ اسلام سے سنا کہ "دعا کیا کرو کیونکہ وہ خدا کی بخشش کی کنجی ہے اور ہر حاجت تک پہنچنے کے لئے دعا وسیلے کی قوت ہے۔ سب نعمتیں اور رحمتیں پروردگار کے پاس ہیں جن تک دعا کے بغیر نہیں پہنچا جاسکتا ہے۔ کسی دروازے کو کھٹکھٹاتے رہو تو بالآخر وہ کھل ہی جائے گا۔"[۱]

دعا انسان کو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کی ترغیب دلاتی ہے۔ اس طرح انسان کے لئے اس کے تزکیۂ نفس اور اس کے اعمال افکار کی ضمانت بن کر ابھرتی ہے کیونکہ ہر دعا کرنے والا اپنی لغزشوں پر غور کرتا ہے۔ گناہوں کو یاد کر کے توبہ کرتا ہے اور اپنے مالک سے رجوع کر کے اپنا مدعا بیان کرتا ہے۔ اس پر، اس کے قرآن اور اہلبیت پر ایمان اور اس سے تمسک کے ساتھ۔

وہ لوگ جو فلسفۂ دعا کو نہیں سمجھتے، ان کا کہنا ہے کہ دعا کرنے سے کیا فائدہ ہے کیونکہ دعا کرنے والا ایک کاہل اور بے عمل انسان بن کر رہ جاتا ہے۔ اس طرح ان کے خیال میں دعا ایک فعل عبث ہے اور دعا کرنے والا ایک ناکارہ اور بے مصرف انسان۔

لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس طرح اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں جو فلسفۂ دعا کو نہیں سمجھتے اور جنہیں یہ نہیں معلوم ہے کہ جب ذہن پر ہر طرف سے جذبات کی یلغار ہو اور ان کا بوجھ دل و جان پر بھاری پڑ رہا ہو تو قوت عمل اور فکر سبھی مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی ہمدم، اور حسن سلوک سے پیش آنے والا کوئی ایسا ساتھی مل جائے جس سے سب کچھ کہا جاسکے تو ذہن و دل پر چھایا ہوا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ LETTING OFF THE STEAM کا عمل ظہور پذیر ہوتا ہے اور انسان کو سکون نصیب ہوتا ہے کیونکہ اس کا ذہن و دل گھٹن سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اب افکار عمل کی منزل میں فعالیت اس کا ساتھ دیتی ہے اور وہ تدبر سے کام لیتا ہوا اپنے مسائل کو حل کرنے کی طرف

کامیابی اور اعتماد کے ساتھ قدم اٹھاتا ہوا گام بہ گام منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

یہی خیال انسان کو منزل دعا تک لے آتا ہے۔ کہنا ہے تو اس سے کیوں نہ کہیں جو اپنے بندوں پر مہربان ہے، راہ نجات دکھانے والا ہے۔ رازوں کو مخفی رکھنے والا اور ساتر العیوب ہے۔ دعا کرو، تضرع وزاری کرو، ذہن و دل سے بوجھ اتر جائے گا۔ سننے والا سنے گا مراد بھی بر آئے گی کہ اسی نے کہا ہے۔

"اجیب دعوة الداع اذا دعان۔"

(جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں)

مشہور ماہر نفسیات الیکو کارل (ALEXIS CARREL) کہتا ہے کہ

"... دعا اطمینان پیدا کرتی ہے۔ یہ انسان کی فکر میں ایک طرح کی شگفتگی پیدا کرتی ہے اور باطنی انبساط کا باعث بنتی ہے۔ بعض اوقات یہ انسان کے لئے بہادری اور دلاوری کی روح کی بیداری

> نگاہ کی پاکیزگی، کردار کی متانت، باطنی انبساط اور مسرت، پر اعتماد چہرہ، استعداد ہدایت اور استقلال حوادث، سب دعا کے مظہر ہیں

کے لئے تحریک کا کام بھی دیتی ہے۔ دعا کے ذریعے انسان پر بہت سی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ نگاہ کی پاکیزگی، کردار کی متانت، باطنی انبساط اور مسرت، پر اعتماد چہرہ، استعداد ہدایت اور استقلال حوادث، سب کے مظہر ہیں، یہ وہ چیزیں ہیں جو دعا کرنے والے کی روح کی گہرائی اور جسم میں چھپے ہوئے ایک خزانے کی ہمیں خبر دیتی ہیں۔ دعا کی قدرت سے پسماندہ اور کچلے ہوئے لوگ بھی اپنی عقل اور اخلاقی قوت کو بہتر طریقے سے کار آمد بنا لیتے ہیں اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔"[۲]

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ دعا کس لئے کی جائے کیونکہ (معاذ اللہ) یہ دعا خدا کے کاموں اور اس کے فیصلوں میں مداخلت کے مترادف ہے۔ وہ قدرت والا ہے، ہم سب اس کی مخلوق ہیں، اس کے بندے ہیں۔ وہ ہمارے تمام خیالات اور احوال سے باخبر ہے۔ جو چاہے گا اس کا حکم دے گا۔ ہم اس کے کام میں دخل انداز کیوں ہوں؟ ہمیں تو سر تسلیم خم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور راضی

بہ رضا رہنے کی! جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں وہ عبد و معبود کے رشتے کو اصلاً سمجھتے ہی نہیں کیونکہ جیسا کہ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کے یہاں ایسے مقامات اور ایسی منازل ہیں جو مانگے بغیر نہیں ملا کرتیں (ان عند الله عزوجل منزلة لا تنال الا بمسالة) ۳۔ پھر یہ کہ اگر اپنے رب سے نہ کہو گے تو کس سے کہو گے؟ دعا انسان کو ایسی عظیم ولا متناہی قوت سے متصل کر دیتی ہے، جس نے کائنات کی ہر شے کو ایک دوسرے سے چاروں طرف سے مربوط کر دیا ہے۔ جب راہ چارہ و تدبیر مسدود ہو جائے، گھپ اندھیرا آن گھیرے اور ظاہری اسباب مفقود ہو جائیں تو دل ذہن انسانی کو کس طرف متوجہ کرتا ہے؟

ایسے میں ہر شخص کسی غیبی طاقت سے مدد مانگتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء (کون ہے جو کسی مصیبت زدہ اور بے قرار کی دعا کو سنتا ہے اور اس کی فریاد رسی کر کے اسے مصیبت سے نجات دلاتا ہے؟)

اس طرح یہ بات سمجھ میں آجانی چاہئے کہ دعا قلب مضطر کی آواز ہے، اس سے رجوع کی علامت ہے، اس سے جو رؤف و کریم، و رحمٰن رحیم ہے۔ ساتھ ہی دعا ایک متحرک انسان کے دل کی آواز ہے جو اپنے معبود سے رجوع کرنے والے کا مظاہرہ ہے۔ یہاں ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ (جیسا کہ مولائے کائنات حضرت علیؑ کا ارشاد ہے) عمل کے بغیر دعا کرنے والا بغیر کمان کے تیر چلانے والے کے مانند ہے (الداعی بلا عمل کالرامی بلاوتر)

ماہر نفسیات اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ

"دعا اور دین پر محکم ایمان، اضطراب، تشویش، ہیجان اور خوف کو دور کر دیتے ہیں جو ہمارے دکھ درد کا آدھے سے زیادہ حصہ ہیں" (آئین زندگی ص ۱۵۲)

ولیم چٹک (WILLIAM CHITTICK) جنہوں نے صحیفۂ سجادیہ کا ترجمہ کیا ہے اپنے لکھے ہوئے ضمیمہ میں کہتے ہیں:

"اسلامی ضمن میں دعا (دراصل) ایک بنیادی خاکہ کی طرح نظر آتی ہے (ایک ایسا خاکہ) جس کے اندر روح کو عین مطابق منشائے الٰہی ڈھالا جاسکتا ہے اور جس کے وسیلہ سے ہر طرح کے ان

افکار اور نظریات سے جو "انا" کے محور پر (پہنچے) ہوں چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔"

دعا کس طرح کی جائے؟

دعا کا طریقہ کیا ہونا چاہئے' امام جعفر الصادق علیہ السلام کے مندرجہ ذیل بیان سے واضح ہو جاتا ہے۔"

"جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے دنیا و آخرت کی کوئی حاجت طلب کرنا چاہے تو پہلے خدا کی حمد و ثنا اور مدح کرے' پیغمبرؐ اور ان کی آل پر درود بھیجے' پھر گناہوں کا اعتراف کرے اور اس کے بعد سوال کرے"۔[۴]

آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو (تو) اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی غذا اور کسب و کار پاک اور پاکیزہ ہو۔[۵]

برکت اور دعا کا مہینہ رمضان

ماہ مبارک رمضان نماز اور روزہ کی تمام برکتیں ایک ساتھ لئے ہوئے آتا ہے۔ یہ عبادت کا مہینہ ہے۔ توبہ اور زاری کا مہینہ ہے اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اے لوگو! خدا کی برکت، بخشش اور رحمت کا مہینہ تمہاری جانب آرہا ہے۔ یہ مہینہ تمام مہینوں سے بہتر ہے۔ اس کے دن دوسرے مہینوں کے دنوں سے' اور اس کی راتیں دوسرے مہینوں کی راتوں سے بہتر ہیں۔ اس ماہ کے لحظے اور گھڑیاں دوسرے مہینوں کے لحظوں اور گھڑیوں سے بہتر ہیں۔"

"یہ ایسا مہینہ ہے جس میں تمہیں خدا نے مہمان بننے کی دعوت دی ہے اور تمہیں ان لوگوں میں سے قرار دیا ہے جو خدا کے اکرام و احترام کے زیر نظر ہیں۔ اس میں تمہاری سانسیں تسبیح کی مانند ہیں' تمہارا سونا عبادت ہے اور تمہارے اعمال اور دعائیں مستجاب ہیں۔ لہذا خالص نیتوں اور پاک دلوں کے ساتھ خدا سے دعا کرو تاکہ وہ تمہیں روزہ رکھنے اور تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائے... اس ماہ میں اپنی بھوک اور پیاس کے ذریعہ قیامت کی بھوک اور پیاس کو یاد کرو۔ اپنے فقراء اور مساکین پر احسان کرو۔ اپنے بڑے اور بوڑھوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر مہربانی کرو۔ رشتہ داری کے ناتوں کو

جوڑدو۔ اپنی زبانیں گناہ سے روکے رکھو۔ اپنی آنکھیں ان چیزوں کے دیکھنے سے بند رکھو جن کا دیکھنا حلال نہیں ۔اپنے کانوں کو ان چیزوں کے سننے سے روکے رکھو جن کا سننا حرام ہے۔ اور لوگوں کے یتیموں پر شفقت ومہربانی کرو تاکہ وہ بھی تمہارے یتیموں سے یہی سلوک کریں۔"

مندرجہ بالا باتوں کا ذکر امام زین العابدین علیہ السلام کی اس دعا مین بھی موجود ہے جسے آپ رمضان کا مہینہ آتا تھا' تو پڑھا کرتے تھے۔ اس دعامیں حمد خدا' ذکر پیغمبر اکرمؐ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم 'خدا کی دی ہوئی نعمتوں، قرآن اور دین کا ذکر موجود ہے اس کے علاوہ ماہ مبارک کی برکتوں 'محرمات 'خدا کی خوشنودی کے عمل' اور انحراف سے بچنے کے لئے اس کی مدد، اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں میں اضافہ کے لئے دعا اور طلب مدد کا ذکر سمویا ہوا ہے۔ اسی دعا میں آپ کہتے تھے۔

"ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے مہینوں کی شاہراہ پر اپنے مہینے (رمضان) کو مقرر کیا۔

رمضان المبارک کا مہینہ۔

روزے کا مہینہ

اسلام (سپردگی) کا مہینہ

پاکیزگی کا مہینہ

آزمائش کا مہینہ

قیام (عبادت ونماز) کا مہینہ

(وہ مہینہ) جس میں اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے قرآن نازل فرمایا جو ہدایت اور (نیکی اور بدی میں) کھلے فرق کی نشانیاں (لے کر آیا) ہے۔

(بارالہا) اس ماہ میں (ہمیں) کامیابی سے ہمکنار کر کہ

ہم اپنے عزیزوں کے ساتھ نیکی کر کے اور تحائف دے کر رشتے استوار کریں۔ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور انہیں عطیہ دیں۔

اپنے مال ومتاع سے حقوق کی ادائیگی کریں

اور خیرات کر کے انہیں خالص بنائیں۔

جو ہمیں چھوڑ بیٹھے ہیں ان تک ہم (خود) جائیں۔
جس نے ہمیں نقصان پہونچایا ہے اس کے ساتھ عدل کریں
جس نے ہم سے دشمنی کی ہے اس سے امن قائم کریں:
مگر اس سے نہیں جو تجھ سے اور تیری وجہ سے دشمنی رکھتا ہے
کیونکہ یہ وہ دشمن ہے جس سے ہم دوستی نہیں رکھ سکتے،
یہ وہ حزب ہے جسے ہم دوست نہیں رکھیں گے۔
اور (ہم) تجھ سے قربت کے خواہاں ہیں 'ان پاک اعمال کے ذریعہ سے جو ہمیں گناہوں سے پاک کرے گا۔
اور بداعمالیوں کے مکر رسزاوار ہونے سے بچائے گا...

آیئے اس ماہ میں ہم یہ دعا کریں کہ خدایا اپنے بندوں پر رحم فرما اور دنیا میں امن وامان برپا فرما تاکہ تیرے بندے ایک ہی خاندان کے فرد بن کر صلح و آشتی اور حق وعدل اور انصاف کے ساتھ زندگی بس کر سکیں۔

کسی نے حضرت علی علیہ السلام سے دعا قبول نہ ہونے کی بات کہی تو آپ نے فرمایا:

تمہارے دل ودماغ نے آٹھ چیزوں میں خیانت کی ہے جس کی وجہ سے تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی:

۱۔ تم نے خدا کو پہچانا مگر اس کا حق ادا نہیں کیا۔...
۲۔ تم اس کے پیغمبرؐ پر ایمان تو لے آئے ہو مگر اسکی سنت کی مخالفت کرتے ہو...
۳۔ اس کی کتاب کو تو پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے ہو..
۴۔ تم شوق جنت کو تو بیان کرتے ہو مگر تمہارے کام ایسے ہیں جو تمہیں اس سے دور لے جاتے ہیں۔
۵۔ تم کہتے ہو کہ تم خدا کے عذاب سے ڈرتے ہو مگر اس کے باوجود اس کی نافرمانیوں کی طرف بڑھ جاتے ہو...
٦۔ خدا کی نعمتوں کو تو کھاتے ہو مگر اس کے شکر کا حق ادا نہیں کرتے ہو...

۷۔اس نے تمہیں شیطان سے دشمنی رکھنے کا حکم دیا مگر تم اس سے دوستی رکھتے ہو۔

۸۔لوگوں کے عیوب (بیان کرنے) کو تم نے اپنا نصب العین بنالیا ہے اور اپنے عیوب پس پشت ڈال دیئے ہیں'' ۶

اس طرح اگر ہم فلسفۂ دعا پر غور کریں اور اس کے نفسیاتی پہلو کو مد نظر رکھیں تو ہمیں کہنا پڑے گا کہ ''دعا دل میں چراغ امید روشن کر دیتی ہے۔ جولوگ دعا کو فراموش کئے ہوئے ہیں' وہ نفسیاتی اور اجتماعی طور پر ناپسندیدہ عکس العمل سے دوچار ہوتے ہیں'' اور یہ کہ 'کسی قوم میں دعا اور زاری کا فقدان اس ملت کی تباہی کے برابر ہے۔ وہ قوم جو احتیاج دعا کا گلہ گھونٹ دے وہ عموماً فساد اور زوال سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔''

دعا ایک طرح کی عبادت کی راہ ہے۔ خضوع و خشوع و بندگی ہے

اور اپنے خالق سے وابستگی وہ جو سمیع و بصیر ہے

دلوں کا حال جانتا ہے مانگنے والوں کی آواز کو قبولیت بخشتا ہے

وہ جو رحمٰن اور رحیم ہے، سارے عالمین کا رب۔

حوالے:

۱۔اصول کافی جلد ۲ ص۔۴۶۸

۲۔مؤلف انسان موجود ناشناستہ'

۳۔اصول کافی، جلد ۲، ص۔۳۴۸

۴۔سفینۃ البحار، جلد ۱، ص۔۴۴۸

۵۔ایضاً ص۔۴۴۹

۶۔ایضاً، ص ص۔۴۴۸۔۴۴۹

☆☆☆☆